تنقیدِ شعر اور شکلووسکی

غلام شبیر اسد☆

Abstract:

Criticism does understand and explain aesthetics of a peice of writing.It not only explains different shades and colours of intimate words but also goes into the depths of unknown areas.Victor Shklovsky was one of the Russian Formalists who became a school of thought.He is of the view that poetry is an act of making unintimate of intimate objects and ideas.This action does create an effect of surprise instead of pleasure.Shklovsky and his followers beleive that criticism does differentiate between literature and nonliterature.

جمالِ فن کا کامل عرفان تنقید کا منصب ہے اور شعر کے بُتِ ہزار شیوہ کی ان گنت اداؤں کی ناز برداری کرتی ہے تو صرف تنقید آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں کے مصداق تخلیق کی اصل پر برابر نگاہ رکھتی ہے۔لفظ کی سحر کاری، تہہ داری اور پہلو داری تک رسائی اس کا مطمحِ نظر ہے اور لفظ کے مانوس جلووں سے لے کر نامانوس کرنوں تک مختلف زاویوں سے مختلف منطقوں تک اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ازاں بعد فیصلے بھی صادر کرتی ہے کہ اچھی شاعری بلاشبہ از دل خیزد بر دل ریزد مگر بڑی شاعری از علم خیزد و بر عقل زند، شعر کو کبھی متخیلہ کا حامل کبھی خالص بصارت کبھی عظیم اسرار، کرمک نادان (پروانہ) کرمکِ شب تاب (جگنو)، مچ (حسن کی تلاش، کبھی ترفع کا نتیجہ اور کبھی حالتِ جذب کا اعلامیہ کہا گیا۔یہی نہیں بلکہ کبھی جذبے کا حامل تو کبھی احساس کا نتیجہ قرار دیا جاتا رہا، شعر فہمی میں کبھی شاعر کو ساتھ رکھا تو کبھی منہا کر دیا گیا تاہم تفہیم و ترسیل شعر میں کئی طرح کے ضابطوں کو اختیار کیا گیا۔ یہاں تک کہ فن کو معانی کی روایتی جکڑبندی سے آزاد کرانے والے بھی آموجد ہوئے جن میں وکٹر شکلووسکی کا نام سرفہرست ہے جس نے ہیئتِ فن کو سائنس کا درجہ دیا۔ان کے افکار باقاعدہ تحریک کی شکل میں ۱۹۱۵ء میں سامنے آئے جنھیں روسی فارم ازم کے نام سے معنون کیا گیا۔شکلووسکی ۲۴ر جنوری ۱۸۹۳ء پیٹرز برگ روس میں پیدا ہوا۔ابتدائی تعلیم کے بعد اس نے لسانیات کو

☆ شعبۂ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، جھنگ

حسب طبع جانا اور پھر لسانی مطالعوں پر بھرپور توجہ دی۔اس حوالے سے روس میں دو ادارے قائم کیے گئے:
پہلا ماسکو لنگوِاسٹک سرکل ۱۹۱۵ء میں قائم ہوا جن کا سربراہ رومن جیکب سن (Roman Jakobson) تھا۔ دوسرا (The Society for the study of poetic borguage opoyaz) تھا جس کی بنیاد ۱۹۱۶ء میں پیٹربرگ میں پڑی۔اس ادارے کی سب سے اہم شخصیت وکٹر شکلووسکی (Viktor Shklovsky) تھی۔ روسی ہیت پسندی کا آغاز تاریخی اعتبار سے شکلووسکی کے فیوچرسٹ پوئٹری پر مضمون (The Resarrection of the World) کی اشاعت (۱۹۱۴ء) سے ہوا لیکن باضابطہ تحریک طور پر ۱۹۳۰ء کے بعد پراگ لنگوِاسٹک سرکل کے سربرآوردہ ماہر لسانیات رومن جیکب سن نے اسے ایک چیلنج کے طور پر قبول کیا۔"(۱)

شکلووسکی کی شعری تنقید کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ جملہ شعری ذرائع اظہار مثلاً آہنگ وزن، صوتیاتی پیٹرن وغیرہ کا کام یہ نہیں کہ وہ معنی کی عکاسی کریں بلکہ شے یا مظہر کو اس کی پیش پا افتادہ عمومی حیثیت سے نجات دلا کر انوکھا بنا دیں۔اس "انوکھا بنانے" کے عمل کو شکلووسکی نے Ostranenie کا نام دیا۔موقف اس کا یہ تھا کہ شاعری مانوس کو "نامانوس" بنا کر پیش کرتی ہے یوں پہچان کی جگہ حیرت جنم لیتی ہے اور قاری زندگی کو اس کے نئے رنگ و روپ میں دیکھنے لگتا ہے۔اس تنقید کے مطابق شعر میں استعمال ہونے والے الفاظ محض خیال کی ترسیل کا ذریعہ نہیں ہیں بلکہ ان کی ایک اپنی خودکار اور خودمختار حیثیت ہے۔(۲)

حقیقت یہ ہے کہ شکلووسکی پہلے مفکر ہیں جن نے شاعری کے مطالعہ کو آزادانہ بنیاد فراہم کی اور اس کے خودکار اور خودمختار تفاعل کی جانب توجہ مبذول کی۔تخلیق کو دیگر متعلقات مثلاً سیاست، نفسیات، فلسفہ وغیرہ سے الگ کرکے دیکھا اس سلسلے میں وہاب اشرفی یوں رقم طراز ہیں:

> "وہ (ہیئت پرست) اس پر زور دیتے ہیں کی ہیئت پرسیت نہ تو جمالیات (جمالیاتی احساس) ہے اور نہ ہی یہ کوئی طریق کار بلکہ یہ ادب کی سائنس ہے جس سے ادبی مواد کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ایسا طریقہ ہمیشہ تفریجی اور مائل بہ ضد ہوگا۔اس لیے ان کی نگاہ میں ادبی تخلیق کا وجود اس بات پر ہے کہ نظام ہائے حقائق (Order of Facts) میں وہ ایک دوسرے سے الگ اور مختلف کس طرح ہیں اوروں سے اختلافات ہی اس کی پہچان ہیں۔پہلے سے موجود ادب سے مختلف ہونا اس بات پر دال ہے کہ اس میں اجنبیت ہوگی۔یہ ناآشنائی ہی اس کا انفرادی وجود اور امتیاز ثابت کرتی ہے۔"(۳)

شکلووسکی کے افکار اور ادب کو ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے منفرد پیرائے میں یوں بیان کیا ہے کہ:

> "روسی فارملزم میں ادب اور آرٹ کو ایک ایسی فارم (ہیئت) خیال کیا گیا ہے جس کی اصل اہمیت اور معنویت خود پر فارم ہے نہ کہ وہ خیال، پیغام یا نظریہ جس کی ترسیل کے لیے فارم بروئے کار آتی ہے۔ ہیئت پسندوں نے ادب کے Non-Representational اور Non-Expressive پہلوؤں کو مرکز توجہ بنایا اور اپنے مطالعوں سے ادبی متن کے ثقافتی، نفسیاتی اور شخص یا جذباتی مندرجات کو بالعموم خارج رکھا۔دراصل ان کا منشا ایک ادبی سائنس تشکیل دینا تھا

جس کا موضوع ادب نہیں بلکہ ادبیت تھا یعنی وہ سب کچھ جس کی کارفرمائی سے کوئی تحریر ادبی مرتبے کو پہنچتی ہے اور اسے دیگر تحریروں سے الگ کرتی ہے..... چنانچہ انھوں نے ادبی سائنس کے موضوع کے امتیازات اور حدود کو متعین کرتے ہوئے اپنی ساری توجہ کے ''کیا'' کے بجائے ''کیسے'' پر مرکوز کی۔''(۴)

شکلووسکی نے شعریتِ شعر کو معانی پر منتج کرنے کے بجائے اسے زبان سے مربوط بتایا اور شعر کو پرکھنے کی ایک نئی جہت متعارف کروائی وزیر آغا اس پہلو پر یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ:

''شاعری میں اہم بات زندگی یا حقیقت کی طرف شاعر کا رویہ نہیں بلکہ زبان کی طرف اس کا رویہ ہے شعریت معنی کی ترسیل میں نہیں بلکہ شاعر کے ہاں ''زبان'' کے مخصوص استعمال میں ہے شاعر نظم کو ایک خودکار سٹرکچر کے طور پر لیتا ہے جس میں قافیہ بندی سابقہ معنی کی صورت تبدیل کرکے اسے ایک نیا معنی بنا دیتی ہے۔''(۵)

"The sum total of all the stylistic devices enrplayed in it."(6)

مذکورہ تعریف میں شکلووسکی اسلوبی وسائل پر غیر معمولی زور دیتے ادب کے معانی اور ادیب کو غیر اہم تصور کرتے نظر آتے ہیں۔ یہی نقطۂ نظر Opoyoz نے شدت سے اپنایا اور تخلیق کار کے وجود سے بھی انکار کیا اور صرف شاعری اور ادب کے ہونے کا اثبات کیا:

''شکلووسکی نے ابتداً کہا تھا کہ شاعری (اور ادب) فن کارانہ وسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ وسائل بدلتے اور ایک دوسرے کی جگہ لیتے رہتے ہیں جس سے شعر کا ارتقا جاری رہتا ہے گویا یہ فنکارانہ وسائل (Poetic devices) ہی ہیں جو ادب وشاعری کو نامانوس بنا کر انھیں دیگر لسانی پیرایوں سے ممیز کرتے ہیں۔''(۷)

وکٹر شکلووسکی نے (Poetic Devices) کا نظریہ پیش کیا جو فارمل ازم Ostranenic/Defomiliarazation کا نظریہ پیش کیا جو فارمل ازم کی تحریک میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔اس اصطلاح کی وضاحت انھوں نے اپنے مضمون (Art as Technique) آرٹ بطور تکنیک (۱۹۱۷ء) میں کی اجنبیانے کی اصطلاح کے ضمن میں اس مضمون کا درج ذیل پیراگراف از حد ضروری ہے:

"And art axists that one may recover the sensation of life, it exists to make one feel things, to make the stone stony, The purpose of art is to import the sensaton of things as they are perceived and not as they are known. The technique of art is to make objects "Unfamilior" to make forms difficult, to increase the difficulty and length of

> perception because the process of perception is an aesthetic and in itself and must be prolonged. Art is a way of experiencing the artfalness of an object. The object is not important. (8)

اس اقتباس میں نہ صرف آرٹ کے منصب، تکنیک، ماہیت اور آرٹ اور خارجی اشیا کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ انھیں باہم دگر وابستہ بھی دکھایا گیا ہے۔ آرٹ کا منصب، انسان کا اشیا کے ساتھ ایک زندہ، باقاعدہ سانس لیتا ہوا رشتہ استوار کرنا ہے اور یہ رشتہ محض جاننے سے نہیں بلکہ اشیا کا ادراک کرنے، انھیں حیاتی سطح پر پوری شدت سے محسوس کرنے سے عبارت ہے۔ ابتدا میں یہ رشتہ موجود ہوتا ہے مگر عادت، تکرار اور یکسانیت اسے مردہ کر دیتی ہے۔ آدمی شے کو جانتا ہے اس کے وجود کو پہچانتا ہے یعنی اس کے ساتھ خیال کی سطح پر تعلق رکھتا ہے مگر اس کا ادراک کرتے، اس کے پورے وجود کو ہر زاویے سے محسوس کرنے سے محروم ہوتا ہے جو ایک جمالیاتی فعل ہے آرٹ شے کو نامانوس بنانے کی تکنیک کی مدد سے اسے نیا بنا دیتا ہے۔... اجنبیانے کا فعل ایک طرف آرٹ کی جان اور اس کا اصل الاصول ہے تو دوسری طرف یہ عادت اور یکسانیت کے ہاتھوں تباہ حال عمومی انسانی صورت حال کو بدلنے پر قادر بھی ہے گویا آرٹ کا منصب اس کی ماہیت سے ہی برآمد ہوتا ہے۔ نامانوس بنانے کی تکنیک تمام شعری ونثری اصناف میں بروئے کار آتی ہے (انشائیے میں بطور خاص اسے برتا جاتا ہے)... جب کوئی تخلیق کار نامانوس بنانے کی تکنیک سے کسی شے کی Artfulness کو دریافت کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو وہ دراصل ایک جمالیاتی تجربے کے پرت در پرت اسکات کا سفر کرتا ہے بظاہر لگتا ہے کہ یہ محض ایک روحانی، موضوعی عمل ہے اور اس کی حیثیت خود لذتی سے زیادہ نہیں مگر حقیقت کچھ اور ہے۔ (۹)

شکلووسکی سکول آف تھاٹ کا اصل موقف یہ تھا کہ ادب کا نا ادب سے کس بنیاد پر الگ کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے بہ طور خاص ادیب کی تکنیکی صلاحیت ادبی فن پارہ کی مخصوص کرافٹ پر توجہ مرکوز کی اور زبان کے ورثا ے کو محور جانتے ہوئے کہا کہ زبان فی نفسہٖ (Intrinsically) ادبی زبان نہیں ہوتی بلکہ اس کا اپنا بنا ہوا (Made) ہی اصل ہے شکلووسکی نے شاعری کو ادبی زبان کا بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے وضاحت کی کہ:

> ”شاعری عام زبان کے ساتھ نپا تُلا تشدد روا رکھتی ہے تاکہ ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کر سکے۔“
>
> (۱۰)

شکلووسکی نے ”اجنبیانے“ کے عمل کی وضاحت کرتے، اس بات پر زور دیا کہ معمول کی زندگی میں تجربے کی تازگی چنداں اہمیت کی حامل نہیں بلکہ ادب کے ضمن کسی چیز کو اہمیت غیر معمولی حاصل ہے۔ وہ صرف اور صرف تجربے کی تازگی کی بازیافت ہے آرٹ اور اس کی تکنیک کی وضاحت کرتے ہوئے (Art as Technique 1917) رقم طراز ہیں کہ:

> ”آرٹ کا مقصد اشیا کا جیسے وہ محسوس کی جاتی ہیں، احساس کرانا ہے، نہ کہ جیسے وہ جانی جاتی ہیں۔

آرٹ کی تکنیک یہ ہے کہ وہ اشیا کو اجنبیانے، فارم میں اشکال پیدا کر دے تا کہ محسوس کرنے اور سمجھنے کے عمل میں قدرے دقت پیدا ہو، اور کچھ زیادہ وقت صرف نہ ہو، کیوں کہ محسوس کرنے کے عمل فی نفسہٖ جمالیاتی کیفیت کا حامل ہے اور اس کا طول دینا نہ صرف مناسب بلکہ انسب ہے آرٹ کسی شے کے ارٹ سے بھرپور ہونے کو محسوس کرتا ہے۔ شے بذاتہٖ کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔"(۱۱)

حوالہ جات:

۱۔ وہاب اشرفی، مابعد جدیت، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷

۲۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اردو تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۹ء، ص ۴۲

۳۔ وہاب اشرفی، مابعد جدیت، ص ۱۸

۴۔ ناصر عباس نیر، جدید اور مابعد جدید تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۴ء، ص ۵۹

۵۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اردو تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۹ء، ص ۴۳

6- Dictionary of Literary Terms of Literary Theories by J.A Gudden, P351

۷۔ ناصر عباس نیر، جدید اور مابعد جدید تنقید، ص ۶۳، ۶۴

8- http:llen.wikpeclia.org/wki/victorshklovsky Dated 10-11-2007.

۹۔ ناصر عباس نیر، جدید اور مابعد جدید تنقید، ص ۶۱، ۶۲، ۶۳

۱۰۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۸۴

۱۱۔ ایضاً، ص ۸۵